تذکرۃ المشاہیر

مولانا محمد شفیق مدنی

'جامع ترمذی' ایک تعارف

امام ترمذیؒ کی تصانیف

امام ترمذیؒ کو چونکہ حدیث اور علوم حدیث کے علاوہ تاریخ، فقہ اور تفسیر وغیرہ پر بھی کافی دسترس حاصل تھی لہٰذا اُنہوں نے مختلف موضوعات پر قلم اُٹھایا اور بہت سی علمی کتب تصنیف کیں جن میں سے چند معروف کتب یہ ہیں:

① کتاب الجامع، جو سنن ترمذی کے نام سے مشہور ہے۔

② الشمائل النبویۃ جو شمائل ترمذی کے نام سے مشہور ہے اور یہ آنحضرتﷺ کی سیرت کے متعلق احادیث میں ایک بہترین تصنیف ہے جیسا کہ عبدالحق محدث دہلوی نے أشعۃ اللمعات میں اس کی تعریف فرمائی ہے۔

③ کتاب العلل اس موضوع پر آپ کی دو کتابیں ہیں: ۱۔کتاب العلل الصغیر اور ۲۔کتاب العلل الکبیر جس میں امام ترمذی نے زیادہ تر اپنے استاذ امام بخاریؒ سے استفادہ کیا ہے۔

④ کتاب الزهد ⑤ کتاب التاریخ ⑥ الأسماء والکنٰی

⑦ کتاب التفسیر ⑧ کتاب الجرح والتعدیل[1]

امام ترمذیؒ کی وفات

امام ترمذیؒ کا انتقال مشہور روایت کے مطابق ۱۳ رجب ۲۷۹ھ میں ۲ شنبہ کی شب کو خاص ترمذ شہر میں ستر سال کی عمر میں ہوا۔لیکن ابن خلکانؒ نے سمعانیؒ کے حوالہ سے لکھا ہے

''امام ترمذی بوغ بستی میں ۲۷۹ھ میں فوت ہوئے جو کہ ترمذ سے چھ فرسخ (اٹھارہ میل) کے فاصلے پر واقع ہے۔

---

① مقدمة تحفة الأحوذي:ص ۲۷۱

www.KitaboSunnat.com

جامع ترمذی کے فضائل ومحاسن

حافظ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں ابوعلی منصور بن عبد اللہ خالدی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابوعیسیٰ ترمذی کا کہنا ہے کہ

''میں نے اس کتاب کو تصنیف کرنے کے بعد علماے حجاز پر پیش کیا تو وہ اس پر بہت خوش ہوئے۔ پھر میں نے اسے علماے عراق پر پیش کیا تو اُنہوں نے بھی اسے پسند فرمایا۔اس کے بعد میں نے اس کتاب کو علماے خراسان پر پیش کیا تو انہوں نے بھی اس کو پسند کیا۔ جس شخص کے گھر میں یہ کتاب ہے گویا کہ اس گھر میں پیغمبر اسلام ﷺ گفتگو فرما رہے ہیں۔''②

حافظ ابن اثیرؒ جامع الأصول میں فرماتے ہیں:

''امام ترمذیؒ کی کتاب بہت سے علمی فوائد کی حامل، عمدہ ترتیب سے مزین اور بہت کم تکرار والی حدیث کی ایک بہترین کتاب ہے جس میں علما کے اقوال، طریقہ ہائے استدلال اور حدیث پر صحیح، ضعیف اور غریب ہونے کا حکم لگانے کے علاوہ جرح وتعدیل کا بیان اس قدر کثرت سے پایا جاتا ہے جو حدیث کی کسی اور کتاب میں نہیں ملتا۔''③

صاحب تحفۃ الاحوذی شیخ الاسلام ابو اسماعیل الہروی کے حوالہ سے رقم طراز ہیں کہ

''امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ کی کتاب ہمارے نزدیک، بخاری ومسلم کی کتاب سے زیادہ مفید ہے کیونکہ بخاری اور مسلم کی کتابوں سے تو صرف ایک ماہر عالم ہی مستفید ہوسکتا ہے جبکہ ابوعیسیٰ کی کتاب سے فقہا اور محدثین کے علاوہ عام آدمی بھی استفادہ کرسکتا ہے، کیونکہ اس میں بیان کردہ احادیث کی امام صاحب نے خود ہی شرح اور وضاحت کر دی ہے۔''

مزید لکھتے ہیں کہ فتح الدین ابن سید الناس (م ۷۳۴ھ) شرح ترمذی کے مقدمہ میں حافظ یوسف بن احمد سے نقل کرتے ہیں:

''امام ابوعیسیٰ ترمذی کی کتاب ان پانچ کتابوں میں شامل ہے جن کی قبولیت اور اصول کی صحت پر علما، فقہا اور اکابر محدثین میں سے اہل حل وعقد اور اربابِ فضل و دانش نے اتفاق کیا ہے۔''

اور شیخ ابراہیم بیجوری المواھب اللدنیّۃ میں طلبا حدیث کو مشورہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہر طالب حدیث کو امام ترمذیؒ کی جامع صحیح کا مطالعہ کرنا چاہئے، کیونکہ یہ کتاب حدیث وفقہ

---

②تذکرۃ الحفاظ ۲/ ٦٣٤، کشف الظنون ۱/ ۵۵۹

③جامع الأصول ۱/ ۱۲۹

www.KitaboSunnat.com

کے علمی فوائد اور سلف وخلف کے مذاہب کا ایک ایسا جامع مرقع ہے، جو مجتہد کی ضرورت کو پورا کر دیتا اور مقلد کو بے نیاز کر دیتا ہے۔''④

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ رقم طراز ہیں کہ

''میرے نزدیک وسعتِ علم، بہت مفید تصنیفات اور زیادہ شہرت حاصل کرنے کے اعتبار سے چار محدث ہیں جو آپس میں تقریباً تقریباً ہم عصر ہیں۔ ان کے نام نامی اسماء گرامی ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری، مسلم بن حجاج نیشا پوری، ابوداود سجستانی، اور ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ہیں۔''⑤

علامہ شاہ عبدالعزیزؒ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں:

''ترمذی کی کل تصانیف بہت زیادہ ہیں، ان میں سے سب سے بہترین تصنیف ان کی جامع ہے بلکہ متعدد وجوہ کی بنا پر تمام کتبِ حدیث سے زیادہ مفید اور بہتر ہے اور وہ وجوہ درج ذیل ہیں:

① حسن ترتیب اور عدمِ تکرار

② فقہا کے مذاہب اور ہر ایک مذہب کے استدلال کی وجوہ کا تذکرہ

③ حدیث کی انواع یعنی صحیح، حسن، ضعیف، غریب اور معلل کا بیان

④ رواۃ کے اسما، القاب اور ان کی کنیتوں کا بیان اور علم أسماء الرجال کے متعلق دیگر فوائد کا تذکرہ⑥

امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں امام ابوداود سجستانیؒ اور امام بخاریؒ دونوں کے طریقوں کو جمع کیا ہے۔ ایک طرف آپ نے احادیثِ احکام میں سے صرف ان احادیث کو لیا ہے جن پر فقہا کا عمل رہا ہے تو دوسری طرف اپنی کتاب کو صرف احکام کے لئے مختص نہیں کیا، بلکہ امام بخاریؒ کی طرح سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، شرائط اور مناقب سب ابواب کی احادیث کو لے کر اپنی کتاب کو جامع بنا دیا ہے اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ علومِ حدیث کی مختلف انواع کو اس میں اس طرح سمو دیا ہے کہ وہ علم حدیث کا مرجع بن گئی ہے۔

اسی طرح ابوجعفر بن زبیر (م ۷۵۸ھ) برنامج میں صحاحِ ستہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام ترمذیؒ کو علم حدیث کے مختلف فنون کو جمع کرنے کے لحاظ سے جو امتیاز حاصل ہے اس

---

④ مقدمة تحفة، ص ۲۸۱، ۲۸۲ ⑤ حجة الله البالغة، ۱۵۱

⑥ بستان المحدثين، ص ۱۸۵

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی دوسرا ان کا شریک نہیں۔''

جامع ترمذیؒ چودہ علوم پر مشتمل ہے

امام سیوطی قوت المغتذي میں رقم طراز ہیں کہ

حافظ ابوعبداللہ محمد بن عمر بن رشید (م۷۲۲ھ) نے کہا ہے کہ میری تحقیق کے مطابق جامع ترمذی کا اجمالی طور پر درج ذیل سات علوم پر مشتمل ہونا واضح ہے:

① تبویب یعنی احادیث کو ابواب کے تحت ترتیب دینا

② علم فقہ کا بیان

③ علل حدیث کا تذکرہ جو صحیح، ضعیف اور ان کے درمیانی مراتب حدیث پر مشتمل ہے

④ راویوں کے نام اور کنیتوں کا بیان

⑤ رجال واسانید پر جرح اور تعدیل کا ذکر

⑥ جن رواۃ سے حدیث نقل کی ہے، ان کے متعلق یہ وضاحت بھی کردی ہے کہ ان میں سے کس نے آنحضرت ﷺ کو پایا ہے اور کس نے نہیں اور ان کا ذکر بھی کیا ہے جن سے مسند روایت کرتے ہیں۔

⑦ ایک حدیث کے مختلف راویان کا شمار

اس بیان کے بعد حافظ موصوف لکھتے ہیں کہ یہ تو اس کتاب کے علوم کا اجمالی خاکہ ہے باقی رہے تفصیلی علوم تو وہ بہت زیادہ ہیں۔ حافظ ابن سید الناس فرماتے ہیں کہ وہ علوم جو امام ترمذیؒ کی کتاب میں موجود ہیں لیکن ابن رشید نے ان کا ذکر نہیں کیا، درج ذیل ہیں:

⑧ شذوذ کا بیان

⑨ موقوف کا بیان

⑩ مدرج کا بیان[7]

قاضی ابوبکر ابن العربي (م۵۴۷ھ) نے عارضة الأحوذي میں درج ذیل چار علوم کا مزید اضافہ کیا ہے:

⑪ مسند، موصول اور مقطوع حدیث کا بیان

⑫ متروک العمل اور معمول بہ روایات کی وضاحت

⑬ احادیث کے ردوقبول کے بارے میں علماء کے اختلاف کا بیان

⑭ حدیث کی توجیہ وتاویل کے سلسلہ میں علماء کے اختلاف وآرا کا ذکر[8]

www.KitaboSunnat.com

جامع ترمذیؒ کی شرائط

حافظ ابوالفضل بن طاہر اپنی کتاب شروط الأئمة میں فرماتے ہیں کہ

''جامع ترمذی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذیؒ نے اپنی کتاب میں چار شرائط کو ملحوظ رکھا ہے جو درج ذیل ہیں:

① امام ترمذیؒ نے اپنی کتاب میں وہ روایات بیان کی ہیں جو قطعی طور پر صحیح ہیں اور بخاری ومسلم کی شرائط کے مطابق ہیں اور ان میں بعض روایات ایسی بھی ہیں جو صحیحین میں ہیں۔

② امام ترمذیؒ نے ایسی روایات بھی ذکر کی ہیں جو امام ابوداود اور نسائی کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں۔یعنی اُنہیں ایسے راویوں سے روایت کیا ہے جن کے متروک ہونے پر محدثین کا اتفاق نہیں ہے۔ جب وہ متصل سند سے صحیح ثابت ہوگئیں اور ان میں کوئی مقطوع اور مرسل بھی نہیں تھی تو یہ بھی ان کے نزدیک صحیح کی قسم سے ہیں،لیکن یہ صحیح کی وہ قسم نہ ہوگی جسے بخاری اور مسلم نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے بلکہ یہ صحیح کی اس قسم سے ہیں جن کو بخاری اور مسلم نے چھوڑ دیا ہے،کیونکہ بخاری اور مسلم نے بہت سی ایسی صحیح حدیثیں چھوڑ بھی دی ہیں جو اُن کو یاد تھیں۔

③ بعض اوقات ایسی احادیث جن کی صحت یقینی نہیں ہوتی،صرف اس بنیاد پر ذکر کردیتے ہیں کہ بعض علما نے ان کو اپنی کتب میں بیان کر کے ان سے استدلال کیا ہوتا ہے۔امام ترمذیؒ ایسی احادیث بیان کرنے کے بعد ان کی اس کمزوری کی وضاحت کردیتے ہیں جو محدثین نے بیان کی ہوتی ہے تاکہ شبہ ختم ہوجائے اور وہ اس قسم کی روایات اس وقت ذکر کرتے ہیں جب اُنہیں ان روایات کا کوئی اور طریق نہیں ملتا،کیونکہ ان کے نزدیک حدیث بہرحال علما کی رائے اور قیاس سے زیادہ قوی ہے۔

④ امام ترمذیؒ اپنی کتاب میں ہر وہ حدیث جس سے کسی محدث یا عالم نے استدلال کیا ہو یا اس پر عمل کیا ہو بیان کردیتے ہیں خواہ اس کی سند صحیح ہو یا ضعیف،لیکن اس کی صحت و ضعف کو بیان کرکے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا ہوجاتے ہیں۔⑨ لیکن موضوع اور واہی

---

⑦ مقدمة تحفة،ص ۲۸۱،۲۸۲ ⑧ مقدمة عارضة الأحوذي،ص ۵،۶ ⑨ صفحہ ۱۶

www.KitaboSunnat.com

روایات سے اجتناب کرتے ہیں، کیونکہ ائمہ کرام ان سے استدلال نہیں کرتے۔

جامع ترمذی کا صحاحِ ستہ میں مقام

کشف الظنون میں ہے کہ ''امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ کی کتاب 'جامع صحیح' صحاح ستہ میں تیسرے نمبر پر ہے یعنی اس کا رتبہ صحیحین کے بعد ہے۔''⑩

البتہ امام سیوطیؒ نے اپنی کتاب تدریب الراوي میں امام ذہبیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"انحطت رتبة جامع الترمذي عن سنن أبی داؤد والنسائي لإخراجه حديث المصلوب والكلبي وأمثالها"

''جامع ترمذیؒ کا رتبہ سنن ابی داؤد اور سنن نسائیؒ سے کم ہے، کیونکہ امام ترمذیؒ نے محمد بن سعید مصلوب اور محمد بن سائب کلبی وغیرہ کی احادیث بیان کی ہیں۔''⑪

صاحب تحفۃ الاحوذی، علامہ مبارکپوری فرماتے ہیں کہ

تهذيب التهذيب، تقريب التهذيب، خلاصة تذهيب تهذيب الكمال اورتذکرة الحفاظ کے رموز سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ جامع ترمذی رتبہ کے لحاظ سے سنن ابو داود کے بعد اور سنن نسائی سے پہلے ہے کیونکہ ان کتابوں کے مصنّفین سنن ابی داؤد، جامع ترمذی اور سنن نسائی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اپنے کتابوں میں (د ت س) لکھتے ہیں۔ 'د' سے مراد سنن ابی داؤد، 'ت' سے مراد جامع ترمذی اور 'س' سے مراد سنن نسائی لیتے ہیں۔ اسی طرح جامع صغیر میں امام سیوطیؒ کے رموز بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں اور مناویؒ نے اس کی شرح فیض القدیر میں کہا ہے کہ مؤلف کے اس فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ

''جامع ترمذی رتبہ میں ابوداود اور نسائی کے درمیان ہے۔''

لیکن میرے نزدیک ظاہر اور راجح قول صاحب کشف الظنون کا ہے کہ جامع ترمذی صحاحِ ستہ میں تیسرے نمبر پر ہے کیونکہ اگرچہ امام ترمذی نے مصلوب اور کلبی وغیرہ کی حدیثیں بیان کی ہیں لیکن ان کے ضعف کو بیان کر کے اس طرف اشارہ کر دیا ہے کہ یہ حدیثیں ان کے نزدیک شواہد اور متابعات کے باب سے ہیں۔⑫ اس بات کی تائید میں حافظ حازمیؒ شروط الائمة میں فرماتے ہیں کہ ترمذی کی شرط ابوداؤد کی شرط سے زیادہ اَبلغ ہے کیونکہ جب کوئی

⑩ کشف الظنون: ۱/۵۵۹ ⑪ تدریب الراوی: ۱/۱۷۱ ⑫ مقدمہ تحفۃ، ص ۲۸۸

www.KitaboSunnat.com

حدیث ضعیف ہوتی ہے یا وہ چوتھے طبقے کے راویوں سے منقول ہوتی ہے تو امام ترمذیؒ اس کے ضعف کو بیان کرکے اس پر تنبیہ کردیتے ہیں۔ ایسی حدیث ان کے نزدیک شواہد کے باب سے ہوتی ہے جب کہ ان کا اصل اعتماد اسی حدیث پر ہوتا ہے جو راویوں کی ایک جماعت سے صحیح منقول ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جامع ترمذی، سنن ابوداود اور نسائی سے زیادہ نافع اور فوائد میں زیادہ جامع ہے[13] اسلئے راجح بات وہی ہے جو صاحب کشف الظنون نے کہی ہے۔

جامع ترمذی کی شروحات

شروحات کے اعتبار سے صحیح بخاری کے بعد جامع ترمذی کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر علما اور محدثین نے اس کو اپنی توجہ کا مرکز ٹھہرایا اور اس کی متعدد شروحات اور حواشی لکھے۔ چند مشہور ومتداول شروحات وحواشی مندرجہ ذیل ہیں:

① المنقح الشذي في شرح الترمذي از حافظ ابوالفتح محمد بن محمد بن سید الناس الشافعی (م ۵۳۴ھ)۔ موصوف اپنے وقت کے ائمہ حدیث میں شمار ہوتے ہیں۔

کشف الظنون میں ہے کہ آپ جامع کی شرح مکمل نہیں کرسکے۔ ابھی کتاب کے دو ثلث تک بھی نہیں پہنچے تھے کہ شرح دس جلدوں تک پہنچ گئی آپ اگر صرف فن حدیث پر اکتفا کرتے تو شرح مکمل ہوجاتی۔ پھر بعد میں حافظ زین الدین عبدالرحیم عراقی نے اس شرح کی تکمیل کی لیکن حافظ سیوطی لکھتے ہیں کہ حافظ عراقی بھی اس کی تکمیل نہیں کرسکے۔☆

② عارضة الأحوذي، از حافظ ابوبکر ابن العربي مالکی (م ۵۴۶ھ) موصوف نے حدیث، فقہ، اُصول، علوم قرآن، ادب، نحو اور تاریخ میں کتب تصنیف کیں اور اپنے دور کے مجتہد تھے۔

③ مختصر الجامع از نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی طوفی حنبلی (م ۷۱۰ھ)

④ مختصر الجامع، از نجم الدین محمد بن عقیل بالسی شافعی (م ۷۲۹ھ)

⑤ شرح الترمذي، از شیخ زین الدین عبدالرحمٰن بن شہاب الدین احمد بن حسن بن رجب بغدادی حنبلی (م ۷۹۵ھ) آپ اُصولی، محدث، فقیہ، مشہور واعظ اور علوم کے امام تھے اور بہت سی کتب بھی تصنیف کیں۔

[13] شروط الأئمة الخمسة، ص ٤٩ ☆ مقدمہ تحفۃ الاحوذی: ص ۲۹۳

www.KitaboSunnat.com

⑥ شرح الزوائد، از حافظ ابن ملقن عمر بن علی بن احمد بن محمد بن عبداللہ السراج انصاری اندلسی مصری شافعی (م ۸۰۴ھ) موصوف حافظ عراقی کے معاصرین میں سے ہیں جنہوں نے بکثرت شروح اور علومِ حدیث میں کتابیں لکھی ہیں۔

⑦ العرف الشذي علی جامع الترمذي، از حافظ عمر بن رسلان البلقینی الشافعي (م ۸۰۵ھ) موصوف بھی ابن ملقن اور حافظ عراقی کے ہم عصر علوم حدیث اور کثرتِ تصنیف میں مشہور تھے۔

⑧ شرح الترمذي، از حافظ زین الدین عبدالرحیم بن حسین بن عبدالرحیم بن ابی بکر بن ابراہیم عراقی شافعی (م ۸۰۶ھ) جو ابن سید الناس کی شرح کا تکملہ ہے، لیکن بقول سیوطی موصوف بھی اس شرح کو مکمل نہیں کر سکے۔ آپ لغت، نحو، قراءات، حدیث، فقہ اور اُصول کے ماہر تھے، لیکن علم حدیث میں زیادہ شہرت پائی۔

⑨ اللب اللباب فیما یقول الترمذي وفي الباب جو حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) کی تصنیفِ لطیف ہے۔

⑩ قوت المغتذي، از علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) جو فن حدیث میں ید طولی رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں تفسیر، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع کے بھی ماہر تھے۔

⑪ شرح الترمذي، از علامہ محمد طاہر (صاحب مجمع البحار) (م ۹۸۶ھ)

⑫ شرح الترمذي، از ابوطیب سندھی (م ۱۱۰۹ھ)

⑬ شرح الترمذي از ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی مدنی حنفی (م ۱۱۳۹ھ) جو تقریباً چالیس جلدوں پر مشتمل ہے۔

⑭ شرح الترمذي، از علامہ سراج احمد سرہندی (شرح فارسی)[۱۴]

⑮ نفع قوت المغتذي یہ علامہ سید علی بن سلیمان مالکی شاذلی (م ۱۲۹۸ھ) کی تالیف ہے۔

⑯ جائزة الشعوذي یہ علامہ بدیع الزمان (م ۱۳۱۰ھ) کی تالیف ہے۔

⑰ هدية الآموذعي بنكات الترمذي یہ علامہ ابوطیب محمد شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی کی تصنیف ہے۔

www.KitaboSunnat.com

⑱ الكوكب الدري یہ مولانا رشید احمد گنگوھی (م۱۳۲۳ھ) کی ہے جس میں صرف اختلافی مسائل پر بحث ہے۔

⑲ التقرير للترمذي یہ شیخ مولانا محمود حسن دیوبندی (م۱۳۳۹ھ) کی تصنیف ہے۔

⑳ العرف الشذي یہ علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری حنفی (۱۳۵۲ھ) کی تصنیف ہے۔

㉑ تحفة الأحوذی یہ عظیم شرح علامہ محمد عبد الرحمٰن محدث مبارکپوری کی ہے (م۱۳۵۳ھ)

㉒ التعليقات على الترمذي یہ شیخ احمد شاکر کی تصنیف ہے۔جس میں خاص طور پر جامع ترمذی کے متن کی تصحیح کا التزام کیا گیا ہے،لیکن افسوس کہ وہ مکمل نہ کر سکے اگرچہ باقی ماندہ پر شیخ فواد عبد الباقی نے کام شروع کیا،لیکن اُنہوں نے زیادہ تر احادیث کی تخریج پر اکتفا کیا اور متن کی تصحیح کا وہ التزام نہ کر سکے جو احمد شاکر نے کیا تھا، بعد میں اس کام کو شیخ ابراہیم عطوہ اُستاذ جامعہ ازہر نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔(صحاحِ ستہ اور ان کے مؤلفین)

㉓ معارف السنن، از محمد یوسف بنوری حنفی، مقیم کراچی

㉔ رشّ السحاب یہ ایک معاصر مؤلف مولانا فیض الرحمٰن ثوری مدظلہ العالی کی وفي الباب کی احادیث کی تخریج ہے۔

㉕ نزول الثوري یہ مدرسہ دار الہدیٰ پٹنہ کے پرنسپل مولانا اصغر حسین نے حنفی نقطہ نظر سے طلبا کے استفادہ کے لیے ترمذی کی احادیث کے متعلق مختلف قسم کے سولات اور ان کے جوابات لکھے ہیں۔[15]

㉖ جائزة الاحوذي على سنن الترمذي یہ محترم حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ لاہور الاسلامیہ کی تالیف ہے اور اس کی ایک جلد طبع ہو چکی ہے۔

'جامع' میں امام ترمذی کی بعض عادات اور اُسلوبِ بیان

جامع ترمذی کا مقام گو صحیح بخاری ومسلم کے بعد ہے، تاہم اس میں بعض ایسے فوائد موجود ہیں جن سے دیگر جملہ کتبِ حدیث یکسر خالی ہیں۔ چنانچہ صاحب تحفة الأحوذي فرماتے ہیں کہ ''امام ترمذی کے جامع میں چند اُسلوب اور عادات درج ذیل ہیں :

⑭ مقدمة تحفة الأحوذي، ص ۲۹۲۔۳۰٤ ⑮ صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین،ص ۱۵۰،۱۵۱

www.KitaboSunnat.com

① آپ اس باب کا عنوان قائم کرتے ہیں جس میں کسی صحابی سے ایسی مشہور حدیث وارد ہوئی ہو جس کی سند اس صحابی تک صحیح ہو اور وہ کتبِ صحاح میں بھی بیان کی گئی ہو پھر اس باب میں وہی حکم کسی دوسرے صحابی کی حدیث سے بیان کرتے ہیں اور وہ حدیث اس صحابی سے کتبِ صحاح میں موجود نہیں ہوتی اور اس حدیث کی سند بھی ماقبل حدیث کی سند سے مختلف ہوتی ہے مگر اس کا حکم صحیح ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد امام ترمذیؒ وفي الباب عن فلان و فلان کہہ کر صحابہ کی ایک جماعت کے نام ذکر کرتے ہیں جن سے اس معنی کی روایات وارد ہوتی ہیں اور ان میں اس صحابی کا نام بھی بیان کردیتے ہیں جس کی حدیث سے باب کا حکم اخذ کیا گیا ہوتا ہے اور وہ باب کی اصل حدیث کے بعد بیان کی گئی ہوتی ہے۔اس طریق کار سے امام ترمذی کے پیش نظر مندرجہ ذیل مقاصد ہوتے ہیں:

١۔علما اس غیر مشہور حدیث پر مطلع ہوجائیں۔

٢۔حدیث کی سند میں موجود علت کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔

٣۔اس حدیث میں الفاظ کی کمی وبیشی کا بیان مقصود ہوتا ہے۔

② امام ترمذیؒ پہلے باب کا عنوان قائم کرتے ہیں پھر اسکے تحت ایک یا ایک سے زائد احادیث بیان کرتے ہیں۔اگر کسی میں کوئی کلام ہو تو اس کی وضاحت کردیتے ہیں۔اس کے بعد وفي الباب عن فلان و فلان سے اس کے متعدد طرق کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

امام سیوطیؒ تدریب الراوی میں فرماتے ہیں:

''امام ترمذیؒ کی اس سے مراد باب میں مذکورہ متعین حدیث نہیں ہوتی بلکہ دیگر وہ احادیث مراد ہوتی ہیں جن کا اس باب میں ذکر کرنا مناسب ہوتا ہے۔''

امام عراقیؒ کہتے ہیں کہ یہی بات صحیح ہے، اگرچہ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ امام ترمذیؒ جن صحابہ کے نام بیان کرتے ہیں وہ بعینہٖ اس حدیث کو بیان کرنے والے ہوتے ہیں جسے امام صاحب نے باب کے تحت بیان کیا ہوتا ہے حالانکہ بات ایسے نہیں ہے بلکہ کبھی ایسے ہوتا ہے اور کبھی امام ترمذیؒ کی مراد کوئی اور حدیث ہوتی ہے جسے اس باب میں بیان کرنا مناسب ہوتا ہے۔

③ عموماً امام ترمذیؒ وفي الباب عن فلان و فلان کہتے ہیں یعنی صحابہ کے نام ذکر کرتے ہیں لیکن کبھی کبھی عن فلان عن أبيه کہہ دیتے ہیں یعنی صحابی کے بیٹے کا نام ذکر کرتے ہیں جو اپنے باپ سے روایت کررہا ہوتا ہے، مثال کے طور پر امام ترمذی باب لا تقبل

صلوٰۃ بغیر طھور میں فرماتے ہیں: وفي الباب عن أبي الملیح عن أبیه ان کا یہ فعل مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے:

۱۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ بعض صحابہ ایسے بھی ہیں جن سے صرف ان کا بیٹا ہی روایت کرتا ہے، بیٹے کے سوا کسی اور کی روایت ان سے ثابت نہیں جیسا کہ أبو الملیح ہے۔ ان کے والد کا نام أسامة بن عمیر هذلي بصري ہے۔

۲۔ صحابی کے نام میں اختلاف کی وجہ سے اس کے بیٹے کا ذکر کردیتے ہیں۔

۳۔ صحابی کے والد کے نام یا نسب وغیرہ میں اختلاف کی وجہ سے بیٹے کا نام لیتے ہیں۔

۴۔ صحابی کا نام صرف ان کے بیٹے کے نام سے مشہور ہوتا ہے۔

④ امام ترمذیؒ کی عام عادت یہ ہے کہ وہ جب کسی باب میں کسی صحابی سے باب کی اصل مشہور حدیث بیان کرتے ہیں تو اپنے اس قول وفي الباب کے بعد اسی صحابی کا نام نہیں دہراتے، مثال کے طور پر جب کسی باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو اس کے بعد یہ نہیں کہتے: وفي الباب عن أبي هریرة

⑤ بعض اوقات امام ترمذیؒ باب کا عنوان قائم کرتے ہیں۔ پھر باب کی حدیث بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: وفي الباب عن فلان یعنی صحابی کا نام ذکر کرتے ہیں۔ پھر اسی صحابی سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں جس کی طرف اُنہوں نے اپنے اس قول ''وفي الباب عن فلان'' کے ساتھ اشارہ کیا ہوتا ہے۔ ان کے اس فعل سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ اس مشار الیہ صحابی کی حدیث سے ان کی مراد وہ حدیث ہوتی ہے جسے وہ بعد میں ذکر کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ باب زکاة البقر میں ابن مسعودؓ کی مرفوع حدیث في ثلاثین من البقر تبیع بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں وفی الباب عن معاذ بن جبلؓ پھر ان سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا: بعثني النبي إلی الیمن فأمر ني أن آخذ من کل ثلاثین بقرة تبیعا (مقدمہ تحفۃ: ص۳۰۵،۳۰۷)

'معراج المومنین' اور کئی دینی کتب کے مصنف جناب اشفاق الرحمٰن خان گذشتہ ماہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں انتقال کرگئے، قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ادارہ